International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:04, Issue: 01, Jan-Jun 2024
pp: 831 - 846

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

عہد عالمگیری میں مشائخ نقشبند کا تربیتی منہج اور اسکے معاشرتی اثرات

The Training Methodology of Naqshbandi Shaykhs during the Alamgir Period and Its Social Impact

Hafiz Ghulam Mustafa
PhD Scholar, Lahore Garrison University, Lahore
Qari Muhammad Riaz
M Phil, Lahore Garrison University, Lahore

Abstract

The Alamgir period, marked by the reign of Emperor Aurangzeb Alamgir, witnessed a significant influence of the Naqshbandi Sufi order in the Indian subcontinent. The Naqshbandi Shaykhs, known for their strict adherence to the Shariah and emphasis on spiritual discipline, played a crucial role in shaping the socio-religious fabric of the time. Their training methodology was characterized by a deep focus on inner purification, silent remembrance of Allah, and the guidance of a Shaykh. This approach fostered a strong sense of community and moral integrity among their followers. The Naqshbandi Shaykhs also engaged in social welfare activities, promoting education, and resolving communal disputes, thereby contributing to the social stability and cohesion of the society. The present study explores the training practices of the Naqshbandi Shaykhs during the Alamgir period and examines their impact on the broader social and cultural landscape. By analyzing historical records and contemporary accounts, this research sheds light on the enduring legacy of the Naqshbandi order in promoting ethical conduct and spiritual growth.

Keywords: Naqshbandi order, Alamgir period, spiritual discipline, social impact, Sufi training methods

CC BY

تعارف موضوع

اورنگ زیب عالمگیر (1707ء-1618ء) مغلیہ سلطنت کے نامور بادشاہوں میں اپنی سادگی اور پرہیزگاری کی بدولت جداگانہ حیثیت کے حامل تھے۔ جنھوں نے نہ صرف مغلیہ سلطنت کی شان و شوکت میں اضافہ کیا بلکہ آپ کی وجہ شہرت دینِ اسلام کی نمایاں خدمات ہیں۔ پچاس سالہ عہدِ عالمگیری تاریخ ہندوستان میں وہ سنہری دور ہے جس میں احیائے دین کا کام پوری شان و شوکت سے ہوا۔ الحاد و لادینیت کا وہ فتنہ جو دین اکبری کی شکل میں تین نسلوں سے فروغ پارہا تھا اسی دور حکومت میں اپنے انجام کو پہنچا۔ مشائخ نقشبند کی اصلاحی کاوشوں کی بدولت دور اکبری کی وضع شدہ خرافات کا خاتمہ ہوا اور اسلامی اصلاحات کا نفاذ ممکن ہوا۔ مشائخ نقشبند کے سرپرست حضرت مجدد الف ثانی ہی تھے جنھوں نے دورِ اکبری کی بے اعتدالیوں، کے خلاف جہاد کیا۔ بعد ازاں عہدِ عالمگیری میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، خواجہ محمد سعید، خواجہ محمد معصوم، شیخ محمد یحیٰ، شیخ صبغۃ اللہ سرہندی، خواجہ محمد نقشبند، شیخ محمد عبداللہ، شیخ محمد اشرف، خواجہ سیف الدین، شیخ محمد صدیق و دیگر مشائخ نقشبند نے احیائے دین اور اصلاح معاشرہ کے لیے ایک مثالی کردار ادا کیا۔ اس مقالہ میں ہم مشائخ نقشبند کے تربیتی منہج کے اہم اصولوں کا جائزہ لیں گے جو انھوں نے ہندوستان کے دور فتن میں شریعتِ مطہرہ کی بحالی کے لیے اختیار کیے۔

تربیتی منہج کی اقسام

مشائخ نقشبند کا تربیتی منہج و اُسلوب دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلا حصہ انفرادی تعلیم و تربیت سے متعلق ہے۔ وہ اصول وضوابط جنکا تعلق فردِ واحد کی تربیت سے ہے۔ ان اصول و ضوابط یا تربیتی منہج کو تعمیر کردار (Character Building) کا نام بھی دیا جاسکتا ہے۔ تربیتی منہج کا دوسرا حصہ اجتماعی تعلیم و تربیت سے تعلق رکھتا ہے۔ دعوتی منہج کے یہ اصول وضوابط اجتماعی شعور و آگاہی سے متعلق ہیں۔ اصلاح معاشرہ کے لیے ضروری ہے کہ انفرادی سطح پر لوگوں کے کردار سازی پر توجہ دی جائے اور اسکے ساتھ اجتماعی طور پر رائج قبیح اور رسوماتِ بد کا خاتمہ کیا جائے تاکہ ہر جہت سے معاشرے کی حالت میں بہتری لاکر ایک مثالی معاشرے کی تشکیل کی جاسکے۔

انفرادی منہج تربیت کے اہم عوامل

مشائخ نقشبند کے انفرادی تربیتی منہج میں سب سے پہلے اتباع شریعت کا جذبہ پیدا کیا جاتا ہے۔ جب تک کوئی بھی فرد شریعت کا اپنا اوڑھنا بچھونا نہیں بنالیتا تب تک طریقت کی راہیں اسکے لیے مشکل ہوتی ہیں۔ کیونکہ بندے اور خالق کے مابین جس قدر تعلق مستحکم ہوگا اسی قدر نیکی کا جذبہ اور دین اسلام پر عمل پیرا ہونے کا احساس پیدا ہوگا۔ مشائخ نقشبند کے انفرادی منہج تربیت میں درج ذیل عوامل بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

1۔اتباعِ شریعت

اتباعِ شریعت ہی وہ نکتہ ہے جہاں سے لوگوں کو گمراہی اور لادینیت کی طرف لیجایا جاتا ہے۔جیسا کہ اکبر کے دور سے ہی دین میں نئی بدعات اور افعالِ قبیحہ کو داخل کر دیا گیا تھا۔لہٰذا ضروری تھا کہ لوگوں کو بتایا جاتا کہ جس چیز کو دین سمجھا جارہا ہے وہ دراصل دین نہیں۔ ان حالات میں لوگوں کو حقیقی دین متعارف کرواکر پھر اُن میں اتباعِ شریعت کا جذبہ پیدا کرنا ازحد ضروری تھا۔ سو مشائخ نقشبند نے لوگوں میں اتباع شریعت کی فکر کو فروغ دیا تاکہ لوگ دینِ اسلام سے اپنی زندگیوں کو آراستہ کر سکیں۔ سلسلہ نقشبندیہ میں داخل ہونے والے افراد میں خصوصی طور پر اور عمومی طور پر تمام لوگوں کی تربیت کے لیے مشائخ نقشبند اتباعِ شریعت کا جذبہ اُبھارتے ہوئے نظر آتے ہیں۔جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں:

"شریعت تمام دینی و دنیاوی سعادتوں کی ضامن ہے۔ کوئی مطلوب ایسا نہیں کہ اس کی تکمیل کے لیے شریعت کے علاوہ کسی اور چیز کی ضرورت ہو۔ طریقت و حقیقت جو صوفیاء کا مابہ الامتیاز ہے۔ دونوں ہی شریعت کے خام اور اخلاص کے حاصل کرنے میں مددگار ہیں۔ اسی طرح طریقت و حقیقت حاصل کرنے کا مقصد محض شریعت کو اس کی اصل روح کے ساتھ عمل میں لانے کا ذریعہ ہے۔"[1]

شیخ احمد سرہندی اور دیگر نقشبندی مشائخ نفاذِ شریعت ہی کو طریقت کی معراج قرار دیتے ہیں۔ہندوستان میں اس وقت کے معروضی حالات کے مطابق ایک طرف اُمراءوسلاطین دین میں بگاڑ پیدا کر رہے تھے تو دوسری طرف جاہل صوفیاء اور پیر بھی دین میں بگاڑ پیدا کرنے کا کام ایک دوسرے انداز میں کر رہے تھے۔ سلسلہ نقشبندیہ کا یہ طرۂ امتیاز ہے کہ اس سلسلہ کے تمام بزرگوں نے ہر دور میں شریعت کی ترویج و اشاعت اور مداومتِ شریعت ہی کو طریقت کی معراج قرار دیا ہے۔

علامہ ابن حجر ہیثمی سلسلہ نقشبندیہ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"الطريقة العلية السالمة من كدورت جهلة الصوفيه هى الطريقة النقشبنديه۔"[2]

وہ سلسلہ جو جاہل صوفیوں کی جہالت سے محفوظ ہے وہ بلاشبہ سلسلہ نقشبندیہ کا طریقہ ہی ہے۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے معروف بزرگ شیخ بہاؤالدین نقشبندی فرماتے ہیں کہ ہمارا طریقہ تو نبی کریم ﷺ کا طریقہ ہے۔ جیسا کہ آپکا فرمان ہے:

"ہمارا طریقہ عروۃ الوثقیٰ ہے یعنی مضبوط کڑا۔ رسول اللہ ﷺ کے دامن کو مضبوطی سے پکڑنا اور آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی پیروی کرنا ہے۔ اس طریقہ پر تھوڑے عمل کے ساتھ زیادہ فتوحات حاصل ہوتی ہیں۔"[3]

پس معلوم ہوا کہ سلسلہ نقشبندیہ احکامات اسلام پر استقامت اختیار کرنے، اطاعت رسول ﷺ اور جماعت صحابہ کرام کی پیروی کرنے کا دوسرا نام ہے۔ انہی اصولوں پر عہدِ عالمگیری کے مشائخ کاربند رہے۔ عصر حاضر میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ مداومتِ شریعت مشائخ نقشبندیہ کا طرۂ امتیاز ہے۔

2۔ سنتِ نبوی ﷺ کا احیاء

مشائخ نقشبند نے جہاں دیگر باتوں کا التزام کیا وہیں انہوں نے احیاء سنت نبوی ﷺ جیسا عظیم اور زبردست فریضہ بھی سرانجام دیا۔ دین اکبری سے پیدا ہونے والی خرافات کے مہلک معاشرتی اثرات کی وجہ سے ایک طرف مختلف بدعات و رسومات کو دین متین کا حصہ بنا کر دین میں داخل کیا جا رہا تھا جبکہ دوسری طرف بادشاہانِ وقت بھی خواہشاتِ نفس کو درباری علماء سے مہر تصدیق ثبت کروا کر دین میں فساد پیدا کر رہے تھے۔ ان حالت میں اشد ضروری تھا کہ جہاں تجدید دین کے لیے دیگر اقدامات کیے جائیں وہیں پر احیاء سنتِ نبوی ﷺ کے لیے کاوشوں کو تیز کیا جائے تاکہ لوگوں کے قلوب واذہان میں سنتِ نبوی ﷺ کی محبت والفت کو پیدا کیا جاسکے۔ سنتِ نبوی ﷺ کی اہمیت کا اندازہ اس حدیث سے کیا جاسکتا ہے۔

وَعَن أنس قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» :يَا بُنَيَّ إِنْ قَدَرْتَ أَنْ تصبح وتمسي لَيْسَ فِي قَلْبِكَ غِشٌّ لِأَحَدٍ فَافْعَلْ «ثُمَّ قَالَ» :يَا بني وَذَلِكَ من سنتي وَمن أَحْيَا سُنَّتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِي فِي الْجَنَّة۔[4]

"حضرت انس راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے بیٹے! اگر تو اس حال میں صبح کر سکے اور اس حال میں شام کر سکے کہ تیرے دل میں کسی کے خلاف کینہ نہ ہو تو ایسا ضرور کر، پھر فرمایا اے بیٹے! یہ میری سنت ہے اور جس نے میری سنت سے محبت کی گویا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہو گا۔"

اسی طرح ایک دوسرے حدیث میں نبی کریم ﷺ نے سنت کو دوسروں تک پہنچانے والوں کو خصوصی دعا دی ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا:

نضر الله امر سمع مِنَّا حديثا فبلغه فُربَّ مبلغ احفظ من سامع.[5]

" اللہ تعالٰی اُس شخص کے چہرے کو تروتازہ رکھے جس نے ہم سے کوئی بات سنی اور آگے پہنچا دیا کیونکہ اکثر پہنچانے والے سننے والوں سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں۔"

حضرت مجدد الف ثانی اور آپ کے خلفاء وصاحبزادگان سنت رسول ﷺ پر حد درجہ قائم رہنے کی تلقین فرماتے تھے۔ جیسا کہ آپ کی یہ تلقین آپ کے ایک خط سے بھی مترشح ہوتی ہے:

"یہ فقیر اپنے نقد وقت یعنی موجود حال کی نسبت لکھتا ہے کہ بہت مدت تک علوم و معارف اور احوال و مواجیہ بہاری بادل کی طرح گرتے رہے اور جو کام کرنا چاہیے تھا اللہ پاک کی عنایت سے کر دیا۔ اب سوائے اس کے اور کوئی آرزو نہیں رہی کہ نبی کریم ﷺ کی سنتوں میں سے کوئی سنت زندہ کی جائے اور احوال مواجیہ اہل ذوق کے لیے مسلم رہیں۔ آپ کو چاہیے کہ باطن کو خواجگان قدس سرھم کی نسبت سے معمور رکھیں اور ظاہر کو نبی کریم ﷺ کی تابعداری سے آراستہ و پیراستہ بنائیں۔"[6]

حضرت مجدد اور مشائخ نقشبند اس منہج پر کاربند تھے کہ اصلاح اُمت کے لیے ضروری ہے کہ بدعات کا خاتمہ کرکے سنت نبوی ﷺ کو ترویج دی جائے اور لوگوں کو سنت نبوی ﷺ کا خوگر و عادی بنایا جائے۔

3۔ تزکیہ نفس

نفس کو بغض، کینہ، حسد سمیت تمام برائیوں سے پاک کرنا تزکیہ نفس کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت صرف اُسی دل میں سما سکتی ہے جو دل نفسانی خواہشات سے پاک ہو۔ نفس کے خلاف جہاد کو نبی کریم ﷺ نے جہادِ اکبر سے تعبیر فرمایا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من جاهد نفسه الاماره فهو المجاهد الحقيقي.[7]

نفس امارہ کے خلاف جہاد کرنے والا ہی حقیقی مجاہد ہے۔

برصغیر کی معروف علمی شخصیت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے جن حالات میں آنکھ کھولی اسے ہندوستان کی تاریخ کا عہد زوال کہا جاسکتا ہے کیونکہ اس دور میں سیاسی، مذہبی، علمی، روحانی اور فکری میدان میں مسلمان روبزوال تھے۔ آپ نے اہل تصوف اور فقہاء کے درمیان جو اختلاف کی کشمکش موجود تھی اسکا خاتمہ کیا۔ برصغیر میں اگرچہ تصوف نے بہت مثبت اثرات مرتب کیے لیکن بعض اہل تصوف نے تصوف کو شریعت سے مبرا قرار دے کر شریعت اور تصوف کو علیحدہ قرار دیا ۔ آپ نے تصوف کے جملہ مسائل کو خالصتا اسلامی بنیادوں پر استوار کیا۔ شاہ ولی اللہ نے شریعت وطریقت کو ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم قرار دیا۔ صوفیاء اور فقہاء کی اصلاح کی غرض سے شاہ ولی اللہ نے "مکتوب مدنی" تحریر کیا۔ اگرچہ آپ سلسلہ نقشبندیہ سے فیض یافتہ تھے لیکن اسکے باوجود چاروں مشائخ سے محبت آپکی سرشت کا لازمی حصہ تھی۔ اسی محبت کو عام کرنے کی نیت سے جب بھی آپ کسی سے بیعت لیتے تھے تو چاروں خانوادوں کے نام لازمی ذکر کرتے تاکہ سب سے برابر

عقیدت ہو جائے۔ حضرت مجدد الف ثانی اور دیگر مشائخ نقشبند کے خطوط اس بات پر شاہد ہیں کہ سب سے پہلے انسان اپنے نفس پر قابو پائے جو کہ انسان اور اُس کے رب کے درمیان سب سے بڑا حجاب ہے۔ جیسا کہ شیخ مجدد الف ثانی فرماتے ہیں:

"اسی لیے کہا گیا ہے کہ بندہ اور رب کے درمیان اصل حجاب نفس ہے۔ دنیا حجاب نہیں ہے۔ اس لیے کہ دنیا فی نفسہ بندے کا مقصود نہیں کہ اس کو حجاب قرار دیا جائے بندے کا مقصود نفس ہے لہٰذا وہی حجاب ہے۔"[8]

مشائخ نقشبند بھی اسی طرف متوجہ کرتے ہیں کہ جب تک نفس کو مطیع و فرماں بردار نہیں بنایا جاتا تب تک اصلاح و احوال کی تمام کوششیں رائیگاں ہیں لہٰذا انفرادی تربیت میں سب سے پہلے نفس امارہ کی اصلاح اور محبت الٰہی کے جذبہ کو اُبھارا جاتا تھا۔

4۔اصولِ تدریج

مشائخ نقشبند کی انفرادی تربیت کے منہج میں یہ بات بھی شامل ہے کہ وہ نتائج کے حصول کے لیے جلد بازی کا مظاہرہ بالکل نہیں کیا کرتے تھے بلکہ تحمل کے ساتھ تدریجاً اصلاح کا فریضہ سرانجام دیتے تھے۔ تدریج کا اصول آپ کو دور اکبری کے خاتمے سے لے کر عہدِ عالمگیری تک تمام ادوار میں نمایاں نظر آئے گا۔ حضرت مجدد الف ثانی یا آپکے بعد آپ کے دیگر خلفاء و صاحبزادگان کا بھی یہی طریق رہا کہ نہایت صبر و تحمل کے ساتھ اصولِ تدریج کے تحت تربیت کرتے جاتے تھے۔ جہانگیر ہو یا شاہ جہاں یا پھر اورنگ زیب عالمگیر ہو یک بارگی کسی پر بھی دین کو مسلط نہیں کیا گیا۔ پہلے بادشاہوں کے امراء اور درباریوں کو اپنے حلقۂ اثر میں شامل کیا۔ بعد ازاں بادشاہانِ وقت پر محنت کی گئی جس کے نتیجے میں کئی دہائیوں کی انتھک محنت کے بعد پھر وہ دن بھی آیا کہ جب بادشاہ وقت اورنگ زیب عالمگیر نے دینِ اسلام کے نفاذ میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا بلکہ مشائخ نقشبند جو اورنگ زیب کی تربیت پر مامور تھے اُن سے اُمورِ سلطنت میں بھی مشورہ کیا جاتا تاکہ ہر حکمِ شاہی پر دینِ اسلام کی مہر تصدیق ثبت ہو۔

5۔سلوک وطریقت

مشائخ نقشبند سلوک و طریقت کے ذریعہ سے معرفتِ الٰہی کا درس دیتے ہیں جو کہ ہر مسلمان کا اصل الاصول اور مقتضا ہے۔ دین اسلام کی تمام تعلیمات کا ماحصل معرفتِ الٰہی ہے۔ اسی لیے معرفتِ الٰہی کے حصول کے لیے شریعت و طریقت کا امتزاج لازم ہے۔ صرف شریعت یا صرف طریقت و تصوّف سے کسی طور ممکن نہیں۔ معرفت الٰہی کے حصول کی غرض سے یہاں پر سلسلہ نقشبندیہ کی چند اصطلاحات جو کہ حضرت خواجہ عبد الخالق سے منسوب ہیں ان کا تذکرہ خالی از افادہ نہیں ہو گا:

1-ہوش در دم　　2-نظر بر قدم　　3-سفر در وطن

4-خلوت در انجمن　　5-یاد کرد　　6-باز گشت

7-نگہداشت　　8-یادداشت[9]

یہ آٹھ اصطلاحات جو کہ حضرت خواجہ عبد الخالق سے منسوب ہیں سلسلہ نقشبندیہ کی بنیادی تعلیمات کی عکاسی کرتی ہیں اور اس سلسلہ میں داخل ہونے والے شخص کی رہنمائی کا فریضہ بھی سرانجام دیتی ہیں۔ مزید تین اصطلاحات جو کہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند سے منسوب ہیں وہ یہ ہیں:

1-وقوفِ زمانی　　2-وقوفِ عددی　　3-وقوفِ قلبی[10]

اس طرح یہ گیارہ اصطلاحات بنتی ہیں جو کہ متلاشیان طریقت کے لیے بنیاد اور رہنما اصولوں کی حیثیت رکھتی ہیں اور ساتھ ہی ساتھ سلسلہ نقشبندیہ کے طریقِ سلوک و معرفت کو بھی واضح کرتی ہیں۔

اجتماعی منہج تربیت کے اہم خدوخال

وہ عظیم انقلاب جس نے برّصغیر میں کفر و الحاد اور ضلالت و گمراہی کی تاریکیوں کو ختم کرکے ایمان و ایقان کی روشنی سے منور کر دیا تھا اسکی روحانی انقلاب کی بنیاد حضرت مجدد الف ثانی نے رکھی۔ جس کو بعد ازاں آپ کے خلفاء و صاحبزادگان نے پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ اس عظیم جدوجہد کی کامیابی میں جہاں دیگر عوامل کارفرما تھے وہیں پر مشائخ نقشبند اور خصوصاً حضرت مجدد اور آپ کے خلفاء کا وہ تربیتی منہج ہے جس نے وقت کے دھارے کا رُخ بدل دیا۔ سابقہ صفحات میں ہم نے انفرادی تربیتی منہج کو بیان کیا ہے ابھی ہم اجتماعی منہج تربیت کے اہم عناصر کو بیان کریں گے۔

1۔استقامت دین:

استقامت دین وہ عمل ہے جس سے اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ بھری ہوئی ہے۔ ہر دور میں کچھ ایسے بھی راہِ عزیمت کے مسافر رہے ہیں جنھوں نے بقائے اسلام کے لیے بے شمار قربانیاں پیش کیں اور پھر استقامت کا کلیہ تو خود فرمانِ خداوندی ہے کہ اگر کفار یا اسلام دشمن قوتوں کے خلاف کامیابی چاہتے ہو تو پھر اللہ کو یاد کرتے ہوئے ڈٹ جاؤ۔ ارشادِ ربانی ہے:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔[11]

"اے ایمان والو! جب کسی مخالف فوج سے تمہارا سامنا ہو تو ثابت قدمی اختیار کرو اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو تاکہ تمھیں کامیابی حاصل ہو۔"

مشائخ نقشبندیہ کا دور ہر لحاظ سے پُر فتن اور مصائب و آلام سے بھرا ہوا تھا۔ جہاں ایک طرف یورپی اقوام تجارت کی غرض سے برّصغیر میں آن وارد ہوئیں تھیں تو دوسری طرف شاہی ایوانوں میں بھی دین بیزاری کا یہ عالم تھا کہ کھلم کھلا محرمات کا ارتکاب کیا جا رہا تھا۔ ایسے دور میں دین پر قائم رہنا ہی بڑی بات تھی کجا کہ دین اسلام کی اشاعت و نفاذ کا فریضہ بھی سرانجام

دیا جاتا۔ مگر مشائخ نقشبند نہ صرف خود دین پر عمل پیرا ہوئے بلکہ نفاذِ دین کے لیے کام شروع کیا۔ کیونکہ جو شخص اللہ پر ایمان لانے کے بعد ڈٹ جاتا ہے تو پھر اللہ کی مدد و نصرت بھی اس کے شامل حال ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۔[12]

"بے شک وہ لوگ جنھوں نے کہ اللہ ہمارا رب ہے اور وہ پھر اس پر ڈٹے رہے اُن پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور اُنھیں نہ تو کسی قسم کا خوف ہوتا ہے اور نہ ہی غم۔ اور اُن کے لیے جنت ہے جس کا اُن سے وعدہ کیا گیا ہے۔"

ارشاد ربانی سے یہ حقیقت مرشح ہوتی ہے کہ استقامت اور بکثرت ذکرِ الٰہی کرنا انسان کو کامیابی سے ہم کنار کر دیتا ہے۔ حدیثِ مبارکہ میں بھی استقامت کی فضیلت واہمیت کو بیان کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

عن سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الثَّقَفِيِّ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، قُلْ لِي فِي الإِسْلَامِ قَوْلًا لَا أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَدًا بَعْدَكَ، وَفِي حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ :غَيْرَكَ، قَالَ: " قُلْ آمَنْتُ بِاللَّهِ فَاسْتَقِمْ." .[13]

"سفیان بن عبد اللہ الثقفی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے اسلام میں ایک کوئی ایسی بات بتا دیجیے کہ پھر میں اس کو آپ ﷺ کے بعد کسی سے نہ پوچھوں۔ ابو اسامہ کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ کے علاوہ کسی سے نہ پوچھوں تو آپ ﷺ نے فرمایا تو کہہ میں ایمان لایا اللہ پر پھر اس پر ڈٹا رہے۔"

خواجہ سیف الدین خواجہ محمد معصوم کے لختِ جگر ہیں۔ آپ کا لقب " محی السنہ " تھا اور بالکل اپنے لقب کی مانند آپ احیاء دین اور احیاء سنت کے لیے ساری زندگی کوشش فرماتے رہے۔ شرعی احکام کے اجرا اور بدعت وافعال قبیحہ کے خاتمے کے لیے ہر وقت کمر بستہ رہتے۔ جیسا کہ سید احمد حسن منوری نے لکھا ہے:

"آپ کے زمانہ میں دین وملت نے بہت زیادہ طراوت پائی اور بدعت ناپید ہو گئی۔ اسی سبب حضرت عروۃ الوثقیٰ نے آپ کو محتسب اُمت کے لقب سے سرفراز فرمایا۔"[14]

خواجہ سیف الدین حق بات کہنے میں ذرا بھی تامل اور جھجک محسوس نہ کرتے تھے۔ اکثر طور پر رعب شاہی کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے اورنگ زیب کو بھی سخت لہجے میں تاکید فرمادیتے تھے۔ خواجہ سیف الدین نے اورنگ زیب عالمگیر کی روحانی تربیت کرنے کی ہر ممکنہ کوشش کی۔ ایک خط میں حضرت خواجہ سیف الدین نے اورنگ زیب عالمگیر پر واضح کر دیا تھا کہ تمھارے ساتھ تعلق کے مقاصد میں سے اہم ترین مقصد ترویج سنت واحیاء دین اور تنقیح اہل بدعت وسرِ منکرات وفواحش

ہے۔ کیونکہ یہ کام سلاطینِ وقت کی معاونت و اعانت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ جیسا کہ ایک جگہ آپ نے اورنگ زیب کو مخاطب کر کے لکھا کہ:

"تقویت دین متین و نصرت ملت مبین وابستہ بہ سلاطین عظام است۔"[15]

دین متین کی تقویت و نصرت صرف اور صرف سلاطینِ وقت سے وابستہ ہے۔ سو معلوم ہوا کہ استقامت فی الدین ہی وہ جذبہ ہے جس پر مشائخ نقشبند عمل پیرا ہوئے اور احیائے دین کی خاطر ناقابلِ فراموش خدمات سرانجام دیں۔

2۔ خیر خواہی

عہدِ عالمگیری وما قبل چند عشروں میں موجود مشائخ نقشبند کی زندگیوں کا مطالعہ کریں تو معلوم ہو گا کہ یہ لوگ اُمتِ مسلمہ کے لیے دل سوزی و ہمدردی جیسے جذبات سے آراستہ و پیراستہ تھے۔ اور بغیر کسی طمع و لالچ کے ایسی لازوال قربانیاں اور خدمات سرانجام دیں کہ رہتی دنیا تک اُن کا یہ طرزِ عمل اور منہج مسلمانوں کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہوتا رہے گا۔ ہمدردی و محبت کا یہ جذبہ کوئی عام جذبہ نہیں ہے کہ انسان اپنی زندگی کو دوسروں کی بہتری اور فلاح کے لیے وقف کر دے۔ مگر یہ ایثار نہ صرف حضرت مجدد الف ثانی نے کیا بلکہ آپ کے ہزاروں خلفاء و اولاد نے بھی آپ کے طریق پر چلتے ہوئے مسلمہ اُمّہ کی فلاح و کامیابی کے لیے جذبہ ایثار کا مظاہرہ کیا۔ کیونکہ یہ جذبہ ایثار و ہمدردی ہی ایک بندہ مؤمن کی شان ہے۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَ اُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ۔[16]

"یہ اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور بُرائی سے منع کرتے ہیں اور نیک کاموں میں جلدی کرتے ہیں اور یہ لوگ اللہ کے خاص بندے ہیں۔"

مذکورہ آیت قرآنی کے تناظر میں اگر ہم مشائخ نقشبندیہ کی زندگی کا جائزہ لیں تو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ مشائخ نقشبندیہ امر بالمعروف کے دلدادہ اور بُرائی سے نفرت کرنے والے اور بُرائی کے خلاف جہاد کرنے والے نیکی میں عجلت کرنے والے ہیں۔ اور یہی لوگ ہی تو اللہ کے خاص اور برگزیدہ بندے ہیں۔ اسی طرح کی ایک روایت جس میں نیکی اور لوگوں کی فلاح و بہبود کا جذبہ رکھنے والے لوگوں کی شان اور عظمت کا ذکر آیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

" إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ لَأُنَاسًا مَا هُمْ بِأَنْبِيَاءَ، وَلَا شُهَدَاءَ يَغْبِطُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ، وَالشُّهَدَاءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِمَكَانِهِمْ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، تُخْبِرُنَا مَنْ هُمْ؟، قَالَ: هُمْ قَوْمٌ تَحَابُّوا بِرُوحِ اللَّهِ عَلَى غَيْرِ أَرْحَامٍ بَيْنَهُمْ، وَلَا أَمْوَالٍ يَتَعَاطَوْنَهَا، فَوَاللَّهِ إِنَّ وُجُوهَهُمْ لَنُورٌ، وَإِنَّهُمْ عَلَى نُورٍ، لَا يَخَافُونَ إِذَا خَافَ النَّاسُ وَلَا يَحْزَنُونَ إِذَا حَزِنَ النَّاسُ، وَقَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ: أَلا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلا هُمْ يَحْزَنُونَ ۔ يونس آية 62."[17]

اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو انبیاء و شہداء تو نہیں ہوں گے لیکن قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو مرتبہ انہیں ملے گا اس پر انبیاء اور شہداء بھی رشک کریں گے، لوگوں نے پوچھا: اللہ کے رسول ﷺ! آپ ہمیں بتائیں وہ کون لوگ ہوں گے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ ایسے لوگ ہوں گے جن میں آپس میں خونی رشتہ تو نہ ہو گا اور نہ مالی لین دین اور نہ ہی کوئی کاروبار ہو گا لیکن وہ اللہ کی ذات کی خاطر ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہوں گے، اللہ کی قسم ان کے چہرے نور ہوں گے، وہ خود پر نور ہوں گے انہیں کوئی ڈر نہ ہو گا جب کہ لوگ ڈر رہے ہوں گے، انہیں کوئی رنج و غم نہ ہو گا جب کہ لوگ غمگین ووں گے اسکے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: خبردار اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔

نیکی کی دعوت دینا اور بُرائی سے روکنا وہ عظیم منصب اور عہدہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کو عطا فرمایا۔ سو یہ میراث انبیاء ہے جس کو مشائخ نقشبند نے بخوبی سر انجام دیا۔ حضرت خواجہ محمد سعید نے اورنگ زیب عالمگیر کو ایک خط لکھا۔ جس میں آپ فرماتے ہیں کہ:

"ایں ہوا خواہ حقیقی اُمیدوار است که ہمت علیا مصروفِ تائیدِ ارکانِ شریعت غرّا فرموده فرمان اہتمام بحکام و متصدیان اطراف و اکناف صادر شود تاسعی بلیغ و اجتہادِ تام دریں باب مصروف دارند، و تعظیم علماء باللہ و ابرار صالحین بوجه اتم و اکمل نمایند، و از احوال رعایا و مساکین و مظلوماں بواقعی خبردار باشد۔"[18]

"میں حقیقی معنوں میں یہ اُمید کرتا ہوں آپ اپنی بلند ہمت کو شریعتِ مطہرہ کے ارکان کی تائید کے لیے مصروف رکھیں گے اطراف و اکناف کے حکام اور روکنے کی طاقت رکھنے والوں کو حکم کا اہتمام فرمائیں گے تاکہ وہ اس بارے میں سعی بلیغ اور مکمل کوشش میں مصروف رہیں۔ علماء باللہ اور نیک و صالحین کی تعظیم مکمل توجہ کے ساتھ کریں۔ رعایا، مساکین اور مظلوموں کے بارے میں حقیقت سے خبر دار رہیں۔"

اسی طرح ایک مکتوب جو آپ نے بادشاہ اورنگ زیب کو لکھا اس کا عنوان "در ترغیب و ترویج احکامِ شریعہ" ہے۔ اسی طرح ایک اور مکتوب جس کا عنوان "در نسبت صحبت و فضائل طریقہ نقشبندیہ و در معنی مریدی و مرادی و احادیث" ہے۔ ان مکتوبات کے عناوین ہی یہ بتانے کے لیے کافی ہیں کہ کس طرح خواجہ محمد سعید نے اشاعت کی غرض سے اورنگ زیب کو مکتوبات لکھے جو آج بھی متلاشیانِ حق کے لیے رہنمائی کا فریضہ سر انجام دے رہے ہیں۔

3۔تواضع وانکساری

تواضع وانکساری کا جذبہ ایسا عظیم جذبہ ہے جو کہ پیغمبرانہ خوبی ہے۔ غرور و تکبر تو شیطان اور اُس کے پیروکاروں کی عادت ہے۔ جب کہ رحمٰن کے بندے عجز وانکساری سے متصف ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے بندوں کی علامت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا۔[19]

"رحمان کے بندے تو زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں اور جب اُنھیں جاہل مخاطب کرتے ہیں تو وہ سلام کر کے گزر جاتے ہیں۔"

یہ اللہ کے خاص بندوں کی نشانی ہے کہ وہ زمین پر انکساری سے چلتے ہیں اور نہایت عجز کا مظہر ہوتے ہیں۔جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ، وَمَا زَادَ اللهُ رَجُلًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا، وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلَّهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ".[20]

"صدقہ مال کو کم نہیں کرتا،اور درگزر کرنے سے آدمی کی عزت میں اضافہ ہوتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکا رتبہ بلند کر دیتا ہے۔"

مشائخ نقشبند نہایت تواضع اور عاجزی اختیار کرنے والے تھے۔ چونکہ یہ پیغمبرانہ خوبی ہے اور مشائخ نقشبند اس وصف سے بدرجہ اتم متصف تھے۔ اُن کے خلاف کئی سازشیں رچائی گئیں لیکن وہ نہایت خندہ پیشانی سے اور عجز وانکساری کے ساتھ ترویج واشاعتِ دین کے کام میں برابر لگے رہے۔

4۔ارباب اقتدار کی اصلاح

مشائخ نقشبند کے اجتماعی تربیتی مشہور کا جائزہ لیں تو یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ نفاذِ اسلام کے لیے ان مشائخ نے براہِ راست اقتدار حاصل کرنے کی بجائے صاحبانِ اقتدار و اختیار اور اُمرائے سلطنت کی تربیت کا منہج اپنایا۔ ایسے وزراء اور شاہی خاندان کے افراد جو کہ اُمورِ سلطنت چلانے میں بادشاہ کے معاونین خصوصی ہوتے تھے اور بادشاہ کے فیصلوں پر اثر انداز بھی ہوتے تھے اُن کی تربیت اور اصلاح کا کام کیا۔ خواجہ محمد معصوم اور حضرت خواجہ محمد سعید نے بھی بڑی شفقت اور نہایت منظم انداز میں اورنگ زیب عالمگیر اور شاہی خاندان کے دیگر افراد کی تعلیم وتربیت کا خصوصی اہتمام فرمایا۔ شیخ احمد سرہندی کے صاحبزادگان خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم کے مجموعہ ہائے مکاتیب میں متعدد خطوط اورنگزیب کے نام ہیں۔ مکتوبات سعیدیہ میں کل سو مکاتیب ہیں ۔ان میں سے نو عالمگیر کے نام ہیں۔اس سے ایک طرف تو برّصغیر میں مسلمانوں کی حکومت کمزور ہونے کی بجائے مضبوط ہوتی گئی اور دوسری طرف شاہی خاندان اور اُمرائے سلطنت بھی مطمئن

تھے کہ اُن سے اقتدار چھینا نہیں جا رہا۔ مشائخ نقشبند جو کہ برّصغیر اور دیگر خطوں میں زبردست مقبولیت کے حامل تھے اور مرجعِ خلائق تھے۔ عوام کی کثیر تعداد سلسلہ نقشبندیہ کی خانقاہوں سے وابستہ ہو کر فیض یاب ہو رہی تھی۔ سو مشائخ نقشبندیہ عوام میں کافی اثر و نفوذ رکھتے تھے۔ اس لیے ہر بادشاہ اور دیگر اراکین سلطنت و شہزادگان کی تمنا ہوتی تھی کہ ان حضرات کی تائید و حمایت ہمیں حاصل رہے۔ تعلیم و تربیت کی یہ حکمت عملی بھی انتہائی مؤثر و شاندار تھی کہ جس نے برّصغیر میں نفاذِ اسلام کی کوششوں کو کامیابیوں سے ہم کنار کیا۔

5۔ رجال کار کی تیاری

مشائخ نقش بند نے اجتماعی تربیت کے لیے جہاں دیگر طریقے اپنائے اُن میں سے ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ اپنے خلفاء پر مشتمل مختلف جماعتوں کو مختلف علاقوں اور خطوں میں متعین فرمانا تھا۔ کسی جماعت کو یہ ذمہ داری سونپی جاتی کہ صرف شاہی لشکر میں رہ کر فوجیوں کی اصلاح و تربیت کا فریضہ سرانجام دیں۔ اسی طرح کسی جماعت کو صرف شاہی خاندان کے لوگوں کی تعلیم و تربیت پر مامور کیا جاتا۔ جیسا کہ شیخ محمد اکرام خواجہ محمد معصوم کے تربیتی منہج کو یوں بیان کرتے ہیں:

> "البتہ اتنا ضرور ہے کہ عالمگیر آپکا اور آپکے بھائیوں کا قدردان تھا۔ اور یہ بھی صحیح ہے کہ آپ نے اپنے صاحبزادے شیخ سیف الدین کو اورنگ زیب کے لشکر میں ارشادوہدایت کے لیے بھیجا۔ اورنگ زیب نے انکے ارشادات کو توجہ اور ادب سے سنا۔"[21]

الغرض اس طریقہ تعلیم نے زبردست کام کیا۔ اصلاح و تربیت کا وہ کام جو کہ انفرادی اور غیر منظم شکل میں ہونا تھا مشائخ نقشبند نے اسے ایک جامع ا، منظم اور مربوط انداز میں سرانجام دیا۔ جس کے دورس اثرات مرتب ہوئے۔

6۔ جدید ذرائع ابلاغ کا استعمال

شیخ مجدد الف ثانی اور دیگر مشائخ نقشبند نے اصلاح واحوال کی خاطر اپنے دور کے جدید ذرائع ابلاغ کا بھرپور استعمال بھی کیا۔ عہد عالمگیری میں ذرائع ابلاغ کا بہترین ذریعہ خطوط اور تحاریر تھیں۔ مشائخ نقشبند نے ایک طرف تو کتابی صورت میں تحاریر کے ذریعہ سے بدعات اور عقائد باطلہ کی تردید کی جبکہ دوسری طرف اصلاحی تحاریر کی مدد سے لوگوں کے قلوب و اذہان کو متاثر کیا۔ مزید ان حضرات نے خطوط کا سلسلہ ہندوستان کے طول و عرض میں پھیلا دیا۔ شیخ محمد معصوم جنکو "قیوم ثانی" کا لقب بھی دیا جاتا ہے آپ شیخ احمد سرہندی کے دوسرے مشہور خلیفہ ہیں۔ آپکی تبلیغی کاوشوں کی بدولت ہندوستان اور ہندوستان سے باہر سلسلہ نقشبندیہ کا دائرہ کار وسیع ہوا حتیٰ کہ ہندوستان میں بھی کئی امراء آپکے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ آپ نے عمر عزیز کا زیادہ تر حصہ دعوت تبلیغ و ارشاد میں گزارا۔ حضرت خواجہ محمد معصوم دعوت و ارشاد کا کام جہاں پر لسانی تبلیغ کے ذریعے سے فرماتے تھے وہیں پر اپنے والدِ گرامی حضرت مجدد الف ثانی کی طرز پر مکتوبات کے ذریعے

فرماتے تھے۔ جو مکتوبات آپ نے لکھے ان کی تین ضخیم جلدیں آپ کی زندگی میں ہی مرتب ہو گئیں تھیں۔ مکتوبات کی مدد سے ہندوستان میں اشاعت اسلام کی اہمیت بیان کرتے ہوئے شیخ محمد اکرام لکھتے ہیں:

"حضرت مجدد الف ثانی کے صاحبزادگان گرامی، خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم کے ذکر میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ ان بزرگوں کے مجموعہ ہائے مکاتیب میں متعدد خطوط اورنگزیب کے نام ہیں۔ اور عالمگیر نامہ کے وہ اندراجات بھی نقل کر چکے ہیں جن سے ان بزرگوں اور عالمگیر کے روابط پر روشنی پڑتی ہے۔ مکتوبات سعیدیہ میں کل سو مکاتیب ہیں۔ ان میں سے نو عالمگیر کے نام ہیں۔"[22]

7۔ وعظ وارشاد

مشائخ نقشبند نے اپنے وعظ و ارشادات کے ذریعہ سے بھی لوگوں کی تربیت و اصلاح کا کام سرانجام دیا۔ اگر ہم حضرت مجدد اور دیگر حضرات نقشبند کے مکتوبات کے متون کا مطالعہ کریں تو معلوم ہو گا کہ اتنے دل نشین اور پُر اثر انداز میں اپنے مخاطب کو دین کی تلقین کرتے ہیں کہ وہ بات یقیناً مخاطب کے دل و جان میں سرایت کر جاتی ہے۔ جیسا کہ شیخ احمد سرہندی ایک مکتوب میں مبادیات اسلام کی پابندی کی یوں تلقین کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں:

"فرصت کو غنیمت جانیں اور خیال رکھیں کہ عمر بے ہودہ اُمور میں صرف نہ ہو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی میں بسر ہو۔ نمازِ پنجگانہ کو جمعیت و جماعت اور تعدیل ارکان کے ساتھ ادا کریں۔ نمازِ تہجد کو ترک نہ کریں۔"[23]

یہ مکتوب حضرت مجدد کی اس ناصحانہ قلبی کیفیت کو ظاہر کرتا ہے جو تبلیغ اسلام کی نشر و اشاعت میں اختیار کی گئی۔ اور لطف کی بات یہ ہے کہ آج بھی ان خطوط کا مطالعہ کرنے والے پر یہ تحاریر اپنا اثر چھوڑتی ہیں۔ یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ جب عملیت کے سانچے میں ڈھل کر لوگوں کو اُس کام کی تلقین کی جائے تو اللہ پاک کی طرف سے وعظ و ارشاد اور زبان میں وہ تاثیر پیدا کر دی جاتی ہے جو لوگوں کے دلوں کو مسخر کر دیتی ہے اور لوگوں کے دل ہدایت کی طرف گامزن ہو جاتے ہیں۔

8۔ ناصحانہ انداز

مشائخ نقشبندیہ نے فکری انقلاب پیدا کرنے کے لیے ناصحانہ طرزِ عمل اپنایا۔ جس کی وجہ سے لوگ سلسلہ نقشبندیہ کے قریب آتے گئے۔ اور یوں معاشرے میں اسلام کی اثر پذیری کا عمل تیز تر ہوتا گیا۔ شیخ احمد سرہندی کا ناصحانہ انداز اس سے بخوبی سمجھا جاسکتا ہے۔ یہ مکتوب آپ نے شیخ فرید کے نام تحریر فرمایا تھا:

> "اس وقت غریب اہل اسلام جو اس گرداب میں گرفتار ہیں نجات کی اُمید اہل بیت کے سفینہ سے لگائے ہوئے ہیں۔ اللہ کی عنایت سے ہر طرح کا جاہ و جلال اور عظمت و شوکت آپ کو میسر ہے۔ اس شرف ذاتی کے ساتھ اگر یہ سعادت بھی شامل ہو جائے تو سب سعادت مندوں سے بازی لے جائیں۔ حقیر کی اس طرح کی باتوں کی عرض و معروض کے لیے جن کا مقصد تائید و ترویج شریعت ہے آپ کی خدمت میں آنے کا ارادہ رکھتا ہے۔"[24]

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت مجدد نے نہ صرف ناصحانہ اُسلوب اپنایا بلکہ نصیحت کرنے کے لیے کس قدر خوبصورت اور دل نشین انداز اختیار کیا۔ عجز و انکساری کے ساتھ مخاطب کو اس کی قدر و قیمت کا احساس دلایا کہ ترویج اسلام کے لیے آپ کی ذات کس قدر فائدہ مند ثابت ہو سکتی ہے۔

خلاصہ بحث

عہدِ عالمگیری تاریخ ہندوستان میں وہ سنہری دور ہے جس میں احیائے دین کا کام پوری شان و شوکت سے ہوا۔ الحاد و لادینیت کا وہ فتنہ جو دین اکبری کی شکل میں تین نسلوں سے فروغ پا رہا تھا اسی دور میں اسکے اثرات میں نمایاں کمی واقع ہوئی۔ مشائخ نقشبند کے سرپرست حضرت مجدد الف ثانی تھے جنھوں نے دورِ اکبری کی بے اعتدالیوں، خرافات و بدعات کا خاتمہ کیا اور بعد ازاں عہدِ عالمگیری میں خواجہ محمد سعید، خواجہ محمد معصوم، شیخ محمد یحیٰ، شیخ صبغۃ اللہ سرہندی، خواجہ محمد نقشبند، شیخ محمد عبداللہ، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شیخ محمد اشرف، خواجہ سیف الدین، شیخ محمد صدیق و دیگر مشائخ نقشبند نے ایک مثالی تربیتی نظام کے تحت لوگوں کی اصلاح کا فریضہ سر انجام دیا جسکے مسلم معاشرے پر دیرپا اثرات مرتب ہوئے۔ مشائخ نقشبند کا تربیتی منہج و اُسلوب دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ انفرادی تعلیم و تربیت سے متعلق ہے۔ وہ اصول و ضوابط جنکا تعلق فردِ واحد کی تربیت سے ہے جسے (Character Building) کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ جبکہ دوسرا حصہ اجتماعی تعلیم و تربیت سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ اصول و ضوابط اجتماعی شعور و آگاہی سے متعلق ہیں۔ عصر حاضر میں بہت سی معاشرتی برائیوں کی اصل وجہ تربیت کا فقدان ہے۔ آج تعلیم کیساتھ تربیت کو وقت کی سب سے بڑی ضرورت کہا جا رہا ہے۔ اصلاح معاشرہ کے لیے ضروری ہے کہ مشائخ نقشبند کے تربیتی اصولوں کی روشنی میں انفرادی اور اجتماعی سطح پر لوگوں کی کردار سازی کی جائے تاکہ ہر جہت سے معاشرے کی حالت میں بہتری لا کر ایک مثالی معاشرہ کی تشکیل کی جاسکے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات(References)

[1] مجددی، محمد اقبال، مقاماتِ معصومی، لاہور: مکتبہ ضیاء القرآن، 2004ء، جلد:3، 81۔

[2] ایضاً،17۔

[3] جامی، عبد الرحمٰن، نفحات الانس (مترجم: سید احمد علی)، لاہور، شبیر برادرز، 2002ء، 417۔

[4] ترمذی، محمد بن عیسی، سنن، بیروت، دار الغرب الإسلامي، 1998ء، االرقم:2678.

[5] القزويني، محمد بن یزید، ابن ماجة، سنن ابن ماجه، بیروت، دار الفکر، 1415ھ، الرقم:4105

[6] محمود اشرف، مولانا، ارشادات مجدد الف ثانی، (لاہور، ادارہ اسلامیات، 34، 1996۔

[7] الشیبانی، احمد بن محمد، مسند احمد بن حنبل، لاھور، مکتبہ رحمانیہ س ن، جلد:9، 877، رقم الحدیث:23996

[8] محمد موسیٰ بھٹو، اسلامی شریعت وطریقت حضرت مجدد کی نظر میں، (سندھ: نیشنل اکیڈمی وحیدر آباد، س ن):۸۔

[9] http://www.islahmuslimeen.org

[10] ایضاً۔

[11] الانفال:8:45۔

[12] حم السجدہ 41:30۔

[13] النيسابوري، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، بیروت: دار إحياء التراث العربي، س ن، الرقم:159

[14] منوری، احمد حسن، سید، مختصر حالات بزرگانِ مجددیہ نقشبندیہ، (سمستی پور، مکتبہ الامام، 2020ء)، ۴۰۔

[15] سیف الدین، خواجہ، مکتوباتِ سیفیہ، مرتب: مولانا محمد اعظم، (کراچی: س ن)، :80۔

[16] آل عمران 3:114۔

[17] سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، کراچی، نور محمد کارخانہ: الرقم:3527

[18] محمد سعید، خواجہ، مکتوباتِ سعیدیہ، (لاہور، مکتبہ حکیم سیفی، س ن):95۔

[19] الفرقان:25:63۔

[20] محمد بن عیسی، سنن الترمذي، (بیروت: دار الغرب الإسلامي، 1998ء، باب: ماجاء في التواضع. الرقم:2029

[21] شیخ محمد اکرام، رود کوثر، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2016ء، 336

23 شیخ محمد اکرام، رود کوثر، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2016ء، 479

[23] ابوالحسن علی ندوی، تاریخ دعوت وعزیمت، کراچی: مجلس نشریاتِ اسلام، س ن، :307۔

[24] محمود اشرف عثمانی، ارشادات مجدد الف ثانی، لاہور: ادارہ اسلامیات، 1996ء: 230۔